بچوں کا نیا کلاسیکی ادب

چاند تارا

مصنف: غلام عباس ◆ تصاویر: کرِس زینب عباس

بچّوں کا نیا کلاسیکی ادب

نظمیں

چاند تارا

مصنف: غلام عباس

تصاویر: کرِس زینب عباس

کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ

سیریز: بچوں کا نیا کلاسیکی ادب

کتاب کا نام: چاند تارا

ISBN: 978-969-616-019-9

مصنف: غلام عباس

تصویریں: کرس زینب عباس

سال اشاعت: ۲۰۱۳

کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ سے پہلی اشاعت

پاکستان میں تاپکل پرنٹرز، لاہور میں طبع ہوئی۔
مشرف علی فاروقی نے کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ،
نمبر ۵، اقبال بھون، پلاٹ ۱۸۴-ایف،
پی-ای-سی-ایچ-سوسائٹی، بلاک-۲،
کراچی-۷۵۴۰۰، پاکستان سے شائع کی۔

ترتیب

پیش لفظ

دورِ حاضر کے نثر نگاروں میں غلام عباس صاحب کا مقام اتنا معروف اور معتبر ہے کہ ان کی کوئی بھی تحریر محتاجِ تعارف نہ ہونا چاہیے، لیکن اب کے انھوں نے افسانے اور انشائیے کی دنیا سے قطعی مختلف دنیا کاوش فکر کے لیے منتخب کی ہے، اور بچّوں کے لیے نظموں کا یہ مجموعہ ترتیب دیا ہے۔

یوں تو بچّوں کی دنیا بھی عباس صاحب کے لیے کچھ ایسی اجنبی نہیں۔ وہ برسوں بچّوں کے بہت ہی مقبول اخبار "پھول" سے وابستہ رہ چکے ہیں، لیکن نظم نگاری کی طرف انھوں نے پہلی مرتبہ توجہ مبذول کی ہے۔

بچّوں کے ساتھ بچّہ بن جانا، اُن سے اُن ہی کی بولی میں گفتگو کرنا، بڑوں کے لیے کچھ ایسا آسان کام نہیں. اسے نباہنے کے لیے مشاہدہ، متخیلہ، زبان دانی اور کئی ایسے لوازم درکار ہیں، اور یہ سعادتیں محض علم کے زور سے ہاتھ نہیں آتیں۔ اس کام کے لیے

ایک مخصوص قسم کی سادگی اور پُرکاری درکار ہے جس پر غلام عباس پوری طرح قادر ہیں۔

اِس مجموعے کی خوبیاں، اور ہمارے یہاں بچّوں کے لیے منظوم ادب کی کمی، دونوں غلام عباس صاحب کی اس نئی تخلیق کی قدروقیمت کی ضامن اور اس کی افادیت پر شاہد ہیں۔

فیض احمد فیض

کچھ باتیں

میں نہ کبھی شاعر تھا نہ آئندہ شاعر بننے کا ارادہ ہے۔ یہ نظمیں جو آپ دیکھ رہے ہیں، میری بیوی کرس (زینب عباس) نے بڑے اصرار سے مجھ سے لکھوائی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ اردو میں بچّوں کے لیے نظم کی کتابوں کی بڑی کمی ہے؛ میری خواہش ہے کہ بچّوں کے لیے کچھ نظمیں تم لکھو۔

ان نظموں میں کچھ تو میری اپنی تخلیق ہیں، کچھ کا خیال میں نے دوسری زبانوں کی نظموں سے لیا ہے۔ بہر حال یہ مجموعہ جیسا کچھ بھی ہے، اب آپ کے سامنے ہے۔ اسے بچّوں کی خاطر آپ بھی قبول کر لیجیے۔

غلام عباس

انتساب

"محترم جناب ممتاز حسن صاحب کی نذر جنھیں بچّوں سے والہانہ شیفتگی ہے۔"

غلام عباس

چاند تارا

نظمیں

چاند تارا

مشرق میں اِک تارا چمکا
ماتھے پر آکاش کے دمکا

ایسی اُس نے جوت جگائی
تکتی رہ گئی ساری خدائی

آنکھ نے اُس سے نور ہے پایا
دل کو اُس سے چین ہے آیا

شیدا اُس پر چاند ہوا ہے
جُھک کر پیار سے دیکھ رہا ہے

صُبح

نور کا تڑکا، ٹھنڈی ہوائیں
مہکی مہکی ساری فضائیں

پھول کھلے ہیں باغ میں ہر سُو
بھینی بھینی جن کی خوشبو

ڈالی ڈالی چہکیں پرندے
بھنورا گونجے، کوئل کُوکے

اللہ میاں نے صُبح بنائی
کام میں لگ گئی ساری خُدائی

شام

ختم ہوئی سب دھوپ کی تیزی
ہونے لگی بند آنکھ اب دن کی

پیڑوں نے بازو پھیلائے
لمبے لمبے ہو گئے سائے

کوّے، باز، کبوتر، طوطے
اپنے بسیروں میں جا پہنچے

اللہ میاں نے شام بنائی
راہی کو منزل پر لائی

رات

چاروں سمت اندھیرا چھایا
رات نے اپنا رنگ جمایا

چاند نے منہ بدلی سے نکالا
ٹھنڈا ٹھنڈا اُس کا اجالا

جگ مگ، جگ مگ جگنو چمکیں
جھِل مِل، جھِل مِل تارے دمکیں

اللہ میاں نے رات بنائی
میٹھی نیندیں لے کے آئی

تتلی کا خواب

تتلی بی! اے تتلی بی!
کیسا آج ہے تیرا جی؟

تو نے جو انگڑائی لی
ابھی ابھی کیا سو کے اٹھی؟

دیکھا ہے کس پھول کا خواب
نرگس، چمپا، بیلا، گلُاب؟

ہماری گڑیا

گڑیا ہماری ہے پیاری پیاری
گڑیا نے پہنے پھولوں کے گہنے
گڑیا نے اوڑھی گوٹے کی چُنری
گڑیا نے دیکھے میلے تماشے
گڑیا نے کھائے کِھلیں، بتاشے
گڑیا کی صورت چینی کی مُورت
گڑیا کی پلکیں گالوں پہ جھلکیں
گڑیا ہے سوئی خوابوں میں کھوئی
گڑیا ہے ہنستی گڑیا ہے روتی
گڑیا سے کھیلوں گودی میں لے لوں
گڑیا نے رکھّا کل پہلا روزہ
گڑیا یہ میری چھوٹی بہن ہے

بارش

بوندیں برسیں چھَم چھَم، چھَم چھَم
اُتّر، دکّھن، پُورب، پچّھم

وادی، میداں، بستی، جنگل
پانی سے ہیں سارے جل تھل

پانی نیچے، پانی اوپر
پانی اندر، پانی باہر

پانی آگے، پانی پیچھے
ہم اپنی چھتری کے نیچے

چوہیا کی فریاد

اللہ میاں میں تیرے صدقے
بے کس کی فریاد تو سُن لے

مجھ کو نہ دے تُو دودھ ملائی
مجھ کو نہ دے تُو نان خطائی

لڈّو، پیڑے، برفی، جلیبی
کب ہیں یہ قسمت میں میری

ایک نوالہ میری غذا ہے
وہ بھی نہیں مجھ کو ملتا ہے

اس گھر میں ہے ڈھیروں ہر شے
میرے لیے پر کچھ بھی نہیں ہے

جام، مربّے، چٹ پٹی چیزیں
بند ہیں ساری الماری میں

آٹے کے اور گھی کے کنستر
تالے پڑے ہیں اُن میں یکسر

ہنڈیا رہتی ہے چھینکے پر
وہ بھی میری پہنچ سے باہر

بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹے
میرے بھاگوں برتن جھوٹے

میری قسمت میں ہے لکھا
روٹی کا بس سوکھا ٹکڑا

لیکن یہ ٹکڑا بھی اب تو
مشکل سے ملتا ہے مجھ کو

گھر میں چوہے دان ہے رکھا
ایک ہے بلّی، ایک ہے بلّا

جینا ہوا ہے مجھ کو اجیرن
میں ہوں اکیلی، دو دو دشمن

سوگ میں رہتی ہوں میں ہر دم
کھائے جاتا ہے مجھ کو غم

چاندنی دیکھو کیسی کھِلی ہے
لو! وہ کہیں ڈھولک بھی بجی ہے

درد بھرے ہوں دل میں جب ایسے
تم ہی کہو، میں ناچوں کیسے؟

قطرہ قطرہ

قطرہ قطرہ مِل کر دریا
ذرّہ ذرّہ مِل کر صحرا

رائی رائی مِل کر پربت
پل پل مِل کر جُگ کہلائے

ہم بھی اگر ہو جائیں اکٹھّے
ایک بڑی طاقت بن جائے

مسخرا گھوڑا

ایک تھا گھوڑا عجب نرالا
باتیں ہوا سے کرنے والا

رنگ اس کا چتکبرا ایسا
ساون ماس کے بادل جیسا

قد تھا اس کا یوں تو چھوٹا
جسم تھا لیکن خاصا موٹا

سرکس میں کرتب دکھلاتا
چھوٹے بڑوں کو خوب ہنساتا

اُچھلا، کودا، ناچا کرتا
اور ہوا میں طرارے بھرتا

اک دن سرکس میں چھٹی تھی
گھوڑے کو بس سیر کی سُوجھی

سرکس سے وہ باہر نکلا
اور پھر اِک میدان میں پہنچا

واں لڑکے ڈنڑ پیل رہے تھے
گیند سے بھی کچھ کھیل رہے تھے

گھوڑے کو یہ کھیل جو بھایا
دل میں اُس کے جوش سا آیا

اس نے کہا: ''اے بھائی لڑکو!
کھیل میں مجھ کو شامل کر لو!''

لڑکے بولے: ''اچھا، آؤ!
تم بھی کھڑے اک جا ہو جاؤ''

لڑکے تھے گو سب ہی کھلاڑی
گھوڑا بھی تھا کوئی اناڑی؟

ہاتھ سے گیند دبوچیں لڑکے
گھوڑا منہ سے گیند دبوچے

کھیل نے ایسا رنگ جمایا
سب نے خوب ہی لُطف اُٹھایا

اب تم بات سُنو آگے کی!
گیند آئی اک بار اُچھلتی

گھوڑے کی آئی کمبختی
اس نے جھاڑی ایک دولتّی

گیند پکڑنے پھر وہ لپکا
ایسا لگا کچھ اس کو دھکّا

گیند وہ اس کے حلق سے اُتری
اور بس سیدھی پیٹ میں پہنچی

جان پہ اس کی ایسی گئی بن
بھول گیا وہ سب اپنے فن

اُچھلا، کُودا، شور مچایا
گھوڑے کو آرام نہ آیا

لڑکے اُس کو جیسے تیسے
لے کے شفا خانے میں پہنچے

دوڑا دوڑا آیا سرجن
کرنا تھا جس کو اپریشن

گھوڑے کا تھا حال جو ابتر
جھٹ سے نکالا اس نے نِشتر

گھوڑے کے جب پیٹ کو چیرا
اندر سے اک مالٹا نکلا!
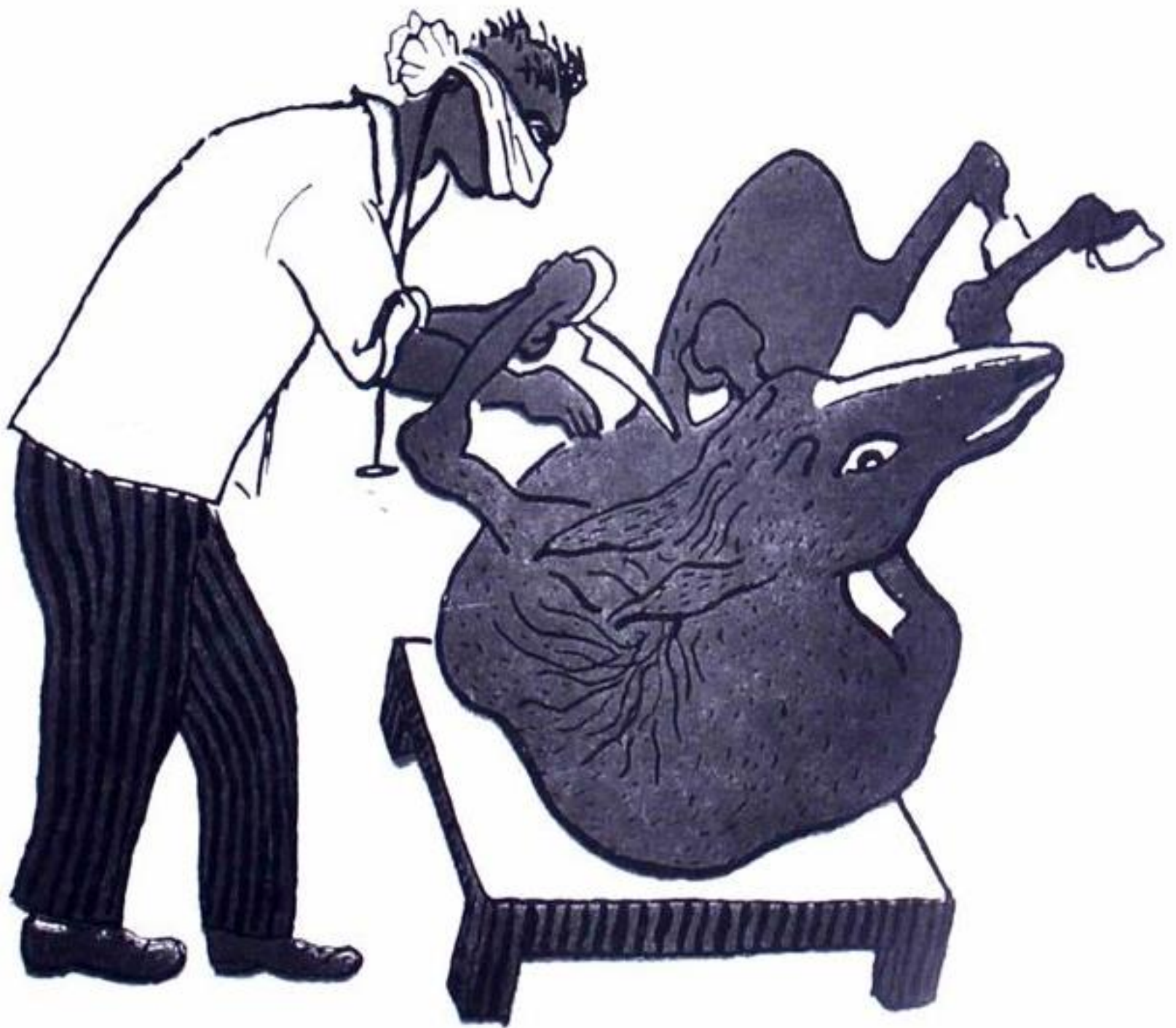
گڑیا کھو گئی

مکالمہ

پہلی لڑکی: ''کسی نے میری گڑیا دیکھی
گڑیا میری ننّھی مُنّی؟''

دوسری لڑکی: ''کپڑا لتّا کیا ہے تن پر؟
کیسا پہنا اس نے زیور؟''

پہلی لڑکی: ''پہنے ہے وہ سرخ غرارہ
سبز شلوکا، نیلا جمپر
چھُنگلی میں ہے اُس کے انگوٹھی
ماتھے پر ہے ٹیکا، جھُومر''

پہلی لڑکی: ''کسی نے میری گڑیا دیکھی
گڑیا میری ننّھی مُنّی؟''

تیسری لڑکی: ''گڑیا کا ہے کیسا نقشہ؟
کیسی چھب ہے، کیسا حُلیہ؟''

پہلی لڑکی: ''اس کی آنکھیں نیلی نیلی
پھولے پھولے اس کے گال
بال سنہرے گھونگر والے
سر پر باندھے ہے رومال''

ایک بادام

ننّھا سا مُنّا
ننّھے ہاتھ
سیر کو نکلا
ماں کے ساتھ
میوے لینا
چاہے تمام
مُٹھّی میں آئے
اک بادام
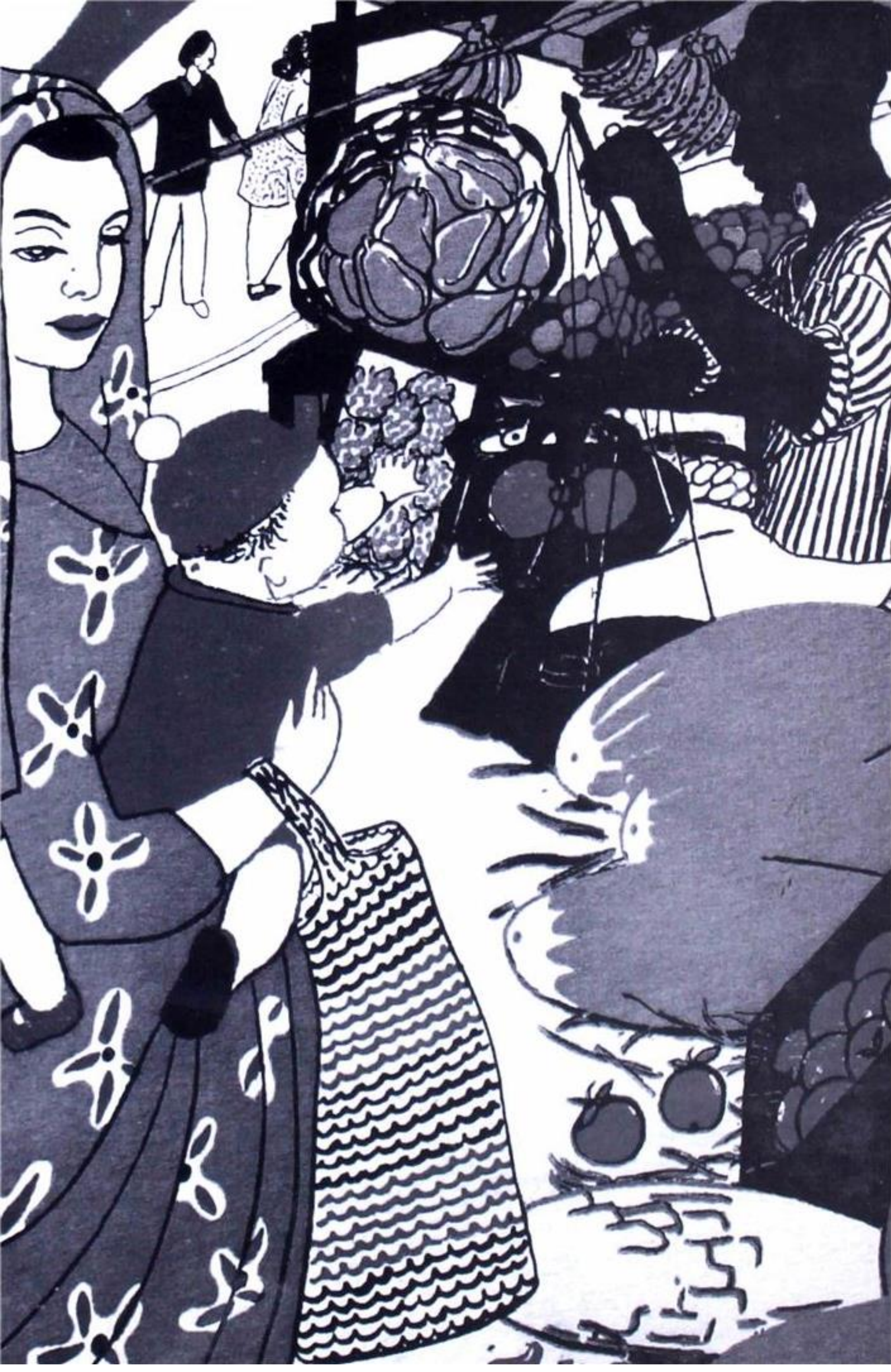
سلمٰی کی گڑیا

یہ ہے وہ گڑیا
آفت کی پڑیا
سلمٰی نے جس کو
بیٹی بنایا

یہ ہے وہ چوہا
بھورا، لنڈورا
بھوکا، چٹورا
گڑیا کو جس نے
چُٹیا سے کھینچا
پنجوں میں بھینچا
گڑیا وہ گڑیا
آفت کی پڑیا
سلمٰی نے جس کو
بیٹی بنایا

یہ ہے وہ بلّی
موٹی مُٹلّی
آنکھوں پہ جس کی
چھائی تھی جِھلّی

نو سو وہ چوہے
کھا کر چلی تھی
حج کر کے پلٹی

چوہے کو دیکھا
للچائی جی میں
توبہ کو توڑا
آنگن میں رَپٹی
چوہے پہ جھَپٹی
چوہا بنا وہ
بس اِک نوالہ
تھی نا وہ آخر
چوہوں کی خالہ
چوہا وہ چوہا
بھورا، لنڈورا
بھوکا، چٹورا
گڑیا کو جس نے
چُٹیا سے کھینچا
پنجوں میں بھینچا
گڑیا وہ گڑیا
آفت کی پڑیا
سلمیٰ نے جس کو
بیٹی بنایا

یہ ہے وہ کتّا
کالا کلوٹا
خوں خوار نظریں
کھجلی کا مارا
بلّی کو جس نے
آ کے دبوچا
اور پھر رگیدا
اور پھر بھنبھوڑا

بلّی وہ بلّی
موٹی مٹلّی
آنکھوں پہ جس کی
چھائی تھی جھلّی

نو سو وہ چوہے
کھا کر چلی تھی
حج کرکے پلٹی
چوہے کو دیکھا
للچائی جی میں
توبہ کو توڑا
آنگن میں رپٹی
چوہے پہ جھپٹی
چوہا بنا وہ
بس اک نوالہ
تھی نہ وہ آخر
چوہوں کی خالہ

چوہا وہ چوہا
بھورا، لنڈورا

بھوکا، چٹورا
گڑیا کو جس نے
چٹیا سے کھینچا
پنجوں میں بھینچا
گڑیا وہ گڑیا
آفت کی پڑیا
سلمیٰ نے جس کو
بیٹی بنایا

یہ ہے وہ گائے
بِپھری سی، ہائے!
اللہ بچائے!!!
ہیں سینگ جس کے
تیز اور نُکیلے
کتّے کو جس نے
سینگوں میں اپنے
لے کے اچھالا
دھرتی پہ پٹخا
سر اس کا چٹخا

کتّا وہ کتّا
کالا کلوٹا
خوں خوار نظریں
کھجلی کا مارا
بلّی کو جس نے
آ کے دبوچا
اور پھر رگیدا
اور پھر بھنبھوڑا
بلّی وہ بلّی
موٹی مٹلّی
آنکھوں پہ جس کی
چھائی تھی جھلّی
نو سو وہ چوہے
کھا کر چلی تھی
حج کر کے پلٹی
چوہے کو دیکھا
للچائی جی میں
توبہ کو توڑا

آنگن میں رپٹی
چوہے پہ جھپٹی
چوہا بنا وہ
بس اک نوالہ
تھی نا وہ آخر
چوہوں کی خالہ
چوہا وہ چوہا
بھورا، لنڈورا
بھوکا، چٹورا
گڑیا کو جس نے
چٹیا سے کھینچا
پنجوں میں بھینچا
گڑیا وہ گڑیا
آفت کی پڑیا
سلمٰی نے جس کو
بیٹی بنایا

ناشپاتی

ہوتی میں ناشپاتی
ڈالی پہ لہلہاتی
میرے شجر کے نیچے
لڑکی جو کوئی آتی
ڈالی سے ٹُوٹ کر میں
قدموں میں اس کے جاتی
کہتی میں اس سے، ''ننھی!
تُو کیوں ہے خوف کھاتی؟
جھُک کر مجھے اُٹھالے!
کھالے! مزے سے کھالے!''

مرغی کی مصیبت

ہم نے بطخ کے چھ انڈے
اک مرغی کے نیچے رکھے

چھوٹے انڈے پچیس دن میں
بول رہے تھے بچّے جن میں

بچّے نکلے پیارے پیارے
مرغی کی آنکھوں کے تارے

رنگ تھا پیلا، چونچ میں لالی
آنکھیں اُن کی کالی کالی

چونچ تھی چوڑی، پنجہ چپٹا
باقی چوزوں کا سا نقشہ

بچے خوش تھے، مرغی خوش تھی
ہم بھی خوش تھے، وہ بھی خوش تھی

مرغی چگتی، کُٹ کُٹ کرتی
لے کے اُن کو باغ میں پہنچی

جمع ہوئے واں بچے اُس دم
کوثر، تشّی، نیلو، مریم

کوثر جو تھی چھوٹی بچی
بھولی بھالی، عقل کی کچّی

اس نے جھٹ اک چوزہ لے کر
پھینک دیا تالاب کے اندر

کی یہ شرارت اس پھرتی سے
رہ گئے ہم سب "نہ! نہ!" کہتے

چوزہ جو تھا ننھا منّا
ہم سمجھے بس، اب یہ ڈوبا

لیکن صاحب، وہ چوزہ تو
کرگیا حیراں پل میں سب کو

پانی سے کچھ بھی نہ ڈرا وہ
پہلے جھجکا، پھر سنبھلا وہ

خوب ہی تیرا، چھَپ چھَپ کر کے
چونچ میں اپنی پانی بھر کے

بچوں نے پھر باقی چوزے
ڈال دیے تالاب میں سارے

ہونے لگی پھر خوب غڑپ غَپ
چھَپ چھَپ، چھَپ چھَپ، چھَپ چھَپ، چھَپ چھَپ

مرغی کانپی ہول کے مارے
جا پہنچی تالاب کنارے

کُٹ کُٹ کر کے اُن کو بلایا
ایک بھی بچہ پاس نہ آیا

شاید وہ سمجھے نہیں بولی
بڑھ گئی آگے اُن کی ٹولی

نیلو کا مِٹّھو

نیلو نے اک طوطا پالا
پیارا پیارا، بھولا بھالا

چونچ تھی لال اور پنکھ ہرے تھے
قدرت نے کیا رنگ بھرے تھے

نیلو لاکھ پڑھاتی اُس کو
بات نہ کرنی آتی اُس کو

چُپ چُپ بیٹھا اُونگھتا رہتا
ہر ایک اس کو بُدھو کہتا

نیلو کو یہ حیرانی تھی
مِٹّھو نے کیوں چپ ہے سادھی

بلّی بولے، مرغا بولے
طوطا لیکن چونچ نہ کھولے

اک دن نیلو نیند سے جاگی
صحن میں آئی بھاگی بھاگی

صحن میں تھا طوطے کا پنجرا
کھانچے کے اوپر تھا مرغا

مرغا بھی بولا: ''ککڑوں کوں''
طوطا بھی بولا: ''ککڑوں کوں''

ننھا خرگوش

دیکھتی تھی میں پیار سے اُس کو
وہ نہیں مجھ کو
اِتنی بڑی میں!
اِتنا وہ چھوٹا!!
دیکھتی تھی میں پیار سے اُس کو
وہ نہیں مجھ کو
آنکھیں اُس کی سرخ سنہری
جن میں چمک تھی
بھولا بھالا مجھ کو لگا وہ
میں نہیں اُس کو
میں تھی انساں
وہ تھا حیواں
دیکھتی تھی میں پیار سے اُس کو
وہ نہیں مجھ کو

بولیاں

طوطا بولے: ٹَیں، ٹَیں، ٹَیں!

بکری بولے: مَیں، مَیں، مَیں!

بھیڑیں بولیں: بھَیں، بھَیں، بھَیں!

بطخیں بولیں: قَیں، قَیں، قَیں!

چڑیا کرتی: چُوں، چُوں، چُوں!

مرغی کرتی: کُوں، کُوں، کُوں!

ننھا کرتا: غُوں، غُوں، غُوں!

دادا ابّا: کھُوں، کھُوں، کھُوں!

بُلبُل سے سوال

ایک بلبل سے میں نے یہ پوچھا:
''تیرا گانا ہے کیوں ادھورا سا؟

ختم ہوتی نہیں ابھی اک لَے
تو نیا گیت چھیڑ دیتا ہے

کیا ترا سانس پھول جاتا ہے؟
یا تو گیتوں کو بھول جاتا ہے؟''

بولا بلبل: ''نہیں، یہ بات نہیں،
بھُولتا ہوں میں اپنے گیت کہیں؟

گیت ہیں مجھ کو ڈھیر سارے یاد
چاہتا ہوں ملے ہر ایک کی داد''

تِتلی

لگایا ہے اِک میں نے چھوٹا سا باغ
مہکتا ہے خوشبو سے جس کی دماغ

ہیں پودوں کی اس میں قطاریں بہت
ہیں پھولوں کی اس میں بہاریں بہت

ہے چھوٹا سا تالاب بھی اک وہاں
ہیں جس میں کئی رنگ کی مچھلیاں

کنول کا بھی کِھلتا ہے واں ایک پھول
کہ بھونروں کا رہتا ہے اس پر نزول

ہوا ایک تِتلی کا اُس جا گذر
جسے کھینچ لائی تھی خوشبو اُدھر

وہ اٹکھیلیاں کرتی اور جھومتی
پھری ڈالی ڈالی کا منہ چومتی

اٹکتی ہوئی اور مٹکتی ہوئی
پروں کو وہ اپنے جھٹکتی ہوئی

اِدھر سے اُدھر وہ لپکتی ہوئی
وہ اِک اِک کلی کو تھپکتی ہوئی

وہ گرتی ہوئی اور سنبھلتی ہوئی
وہ رہ رہ کے پہلو بدلتی ہوئی

وہ جُھکتی ہوئی اور مُڑتی ہوئی
پتنگ ایک ننھی سی اُڑتی ہوئی

وہ پھولوں کے جُھرمٹ سے آتی ہوئی
وہ پھولوں کے جُھرمٹ میں جاتی ہوئی

وہ بڑھتی ہوئی اور ٹھہرتی ہوئی
لچکتی ہوئی، رقص کرتی ہوئی

پروں کا وہ ارگن بجاتی ہوئی
وہ خاموش سا گیت گاتی ہوئی

وہ کانٹوں کی قسمت پہ روتی ہوئی
وہ شبنم کے موتی پروتی ہوئی

چٹکنا وہ کلیوں کا سُنتی ہوئی
وہ ہر شاخ پر سر کو دُھنتی ہوئی

وہ غُنچوں سے ملتی ملاتی ہوئی
وہ سبزے سے آنکھیں چُراتی ہوئی

وہ پھولوں سے اُلفت جتاتی ہوئی
وہ کانٹوں سے دامن بچاتی ہوئی

بُرے اور بھلے کو پرکھتی ہوئی
وہ ہر پھول کے رَس کو چکھتی ہوئی

کنول جیسے ہی اس کو آیا نظر
تو اُڑتی ہوئی آئی تالاب پر

بڑھی، پھول کو چھب دکھاتی ہوئی
وہ پانی میں جادو جگاتی ہوئی

سنورتی ہوئی اور بنتی ہوئی
سِمٹتی ہوئی اور تنتی ہوئی

وہ رُکتی ہوئی اور ٹھٹکتی ہوئی
وہ تھمتی ہوئی اور جھجکتی ہوئی

وہ رنگیں پروں کو ہلاتی ہوئی
وہ پانی پہ چکّر لگاتی ہوئی

جھلکتی ہوئی، جھلملاتی ہوئی
دمکتی ہوئی، جگمگاتی ہوئی

تھرکتی ہوئی، تھرتھراتی ہوئی
لرزتی ہوئی، کپکپاتی ہوئی

وہ دھوپ اور سائے سے لڑتی ہوئی
وہ کِرنوں کو جیسے پکڑتی ہوئی

لہکتی ہوئی، لہلہاتی ہوئی
وہ منہ مچھلیوں کا چِڑاتی ہوئی

کسی کو نہ خاطر میں لاتی ہوئی
وہ بھونروں کو رستہ بتاتی ہوئی

غرض دیر تک وہ یونہی گھومتی
پھری باغ میں ناچتی، جھومتی

نظر نے مری اس کا پیچھا کیا
تماشا میں تتلی کا دیکھا کیا

نہ جانے یکایک ہوئی بات کیا
وہ تتلی ہوئی دم میں ایسی ہوا

میں تکتا رہا اور وہ کھو گئی
اچانک نگاہوں سے گُم ہوگئی

نوٹ: اس نظم کے ذریعے بچّوں کو ایک سو مصادر سے رُوشناس کرایا گیا ہے۔

بے چارہ شیر

مریم نے خواب دیکھا
جنگل میں ہے وہ تنہا

اتنے میں جھاڑیوں سے
اِک شیر جھٹ سے نکلا

دیکھی جو شکل اُس کی
مریم پہ خوف چھایا

بے چاری جی میں سہمی
اب شیر مجھ پہ جھپٹا!

پر شیر کا تو اُس دَم
کچھ اور ہی تھا نقشہ

تھا وہ بہت پریشاں
سہما سا اور ڈرا سا

لٹکی ہوئی تھی گردن
اُترا ہوا تھا چہرہ

آنکھوں میں اُس کی آنسو
جو دُم سے پونچھتا تھا

مریم کو دیکھ کر یہ
بے حد ہوا اَچنبھا

ڈھارس بندھی جو اُس کی
مریم نے اُس سے پوچھا:

"اے بادشہ سلامت!
ہے حال آپ کا کیا؟"

تب اُس نے جُھرجُھری لی
مریم کی سمت پلٹا

پہلے دکھائے پنجے
کھولا پھر اپنا جبڑا

کچھ دیر چُپ رہا وہ
پھر آہ بھر کے بولا:

"کیا پوچھتی ہو مجھ سے
اے میری ننھی گڑیا!

بِگڑا مرا مُقدّر
پُھوٹا مِرا نصیبا

یا بد دعا ہے اُس کی
میں نے جسے ستایا

مجھ میں رہے نہ کچھ گُن
اب دانت ہیں نہ ناخُن"

ماں کا دل

یہ جو ہیں جھیل میں کنول کے پھول
ہیں نِگاہوں میں کِس قدر مقبول

جھیل کی آنکھ کے یہ تارے ہیں
جان سے، دل سے اُس کو پیارے ہیں

چاندنی میں عجب ہے اِن کا نکھار
کوئی ایسے میں آ کے دیکھے بہار

پھول قدرت نے یہ کھلائے ہیں
دیپ پانی میں یا جلائے ہیں

لو، وہ چلنے لگی ہے تیز ہوا
جس سے سب گُل ہوئے تہ و بالا

جانے کیا جی میں وہم آنے لگا
ماں کا دل سہم سہم جانے لگا

یہ نہ سمجھو کہ چاند رقصاں ہے
جھیل کا دل ہے یہ، جو لَرزاں ہے

آنکھ مچولی

آنکھ مچولی کھیلیں تارے
چاند بھی آنکھ مچولی کھیلے
بدلی بدلی اُبھرے، ڈوبے
چُھپنے کے باندھے منصوبے

آنکھ مچولی کھیلیں ہوائیں
بَن بَن گھومیں، چُھپیں چُھپائیں
کلی کو چُومیں، پھول پہ جُھومیں
ڈالی ڈالی کو لچکائیں

آنکھ مچولی ساگر کھیلیں
آنکھ مچولی کھیلیں لہریں
اچھلیں کودیں، ناچیں گائیں
آکر ساحل پر چُھپ جائیں

رات ہوئی، اَب میں بھی لیٹوں
نیند سے آنکھ مچولی کھیلوں
آنکھیں کھولوں، آنکھیں مُوندوں
آخر خوابوں میں کھو جاؤں

دو ستارے

ثُریّا نے دیکھا
اندھیرے میں شب کے
فلک سے گِرے ہیں
کہیں دو سِتارے
اچانک جو گِرتے ہی گُم ہو گئے ہیں

اُسی شب
ثُریّا کا منّا سا بھیّا
خوشی کا اُجالا لیے گھر میں آیا
ثُریّا نے دیکھیں
جو بھیّا کی آنکھیں
تو چِلّا اٹھی

ایک دم وہ خوشی میں:

''ارے! یہ وہی ہیں چمکتے ستارے

جو کچھ دیر پہلے

زمیں پر گرے تھے

میں سمجھی تھی دل میں کہ وہ کھو گئے ہیں!''

مصنّف کے بارے میں

اردو کے ممتاز ادیب اور افسانہ نگار غلام عباس ۱۹۰۹ میں امرتسر، پنجاب میں پیدا ہوئے۔ غلام عباس کے افسانے آنندی، اوورکوٹ اور کن رس اردو کے عصری ادب میں کلاسیک کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ ایک عرصے تک بچوں کے رسالے پھول سے بحیثیت ایڈیٹر وابستہ رہے۔ انہوں نے ۲ نومبر ۱۹۹۲ کو رحلت فرمائی۔

پڑھنے والوں سے

کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ اشاعت گھر مصنّف اور مترجم مشرف علی فاروقی نے ۲۰۱۲ میں قائم کیا۔ اس اشاعت گھر کا بنیادی مقصد اردو میں لکھے اور ترجمہ کیے گئے بچّوں اور بڑوں کے دلچسپ ادب کو شائع کرنا اور اسے گھر گھر پہنچانا ہے۔ کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ انگریزی تصانیف اور تراجم بھی شائع کرتا ہے۔

کتاب (پرائیویٹ) لمیٹڈ اشاعت گھر آپ کا بہت شکر گذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس بارے میں رائے لکھ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا معیار کیسا ہے، اس کی طباعت کیسی ہے، اور یہ کہ آپ کن موضوعات پر کتابیں پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

ہمارا پتا:

KITAB (Pvt) Limited

No: 5, Iqbal Haven, Plot 184-F, P.E.C.H.S. Block-2, Karachi-75400.

Pakistan

Phone 1: +92-300-826-8784

Phone 2: +92-300-826-8785

Email: kitab.com.pk@gmail.com

KITAB.COM.PK

ہماری دیگر کتابیں
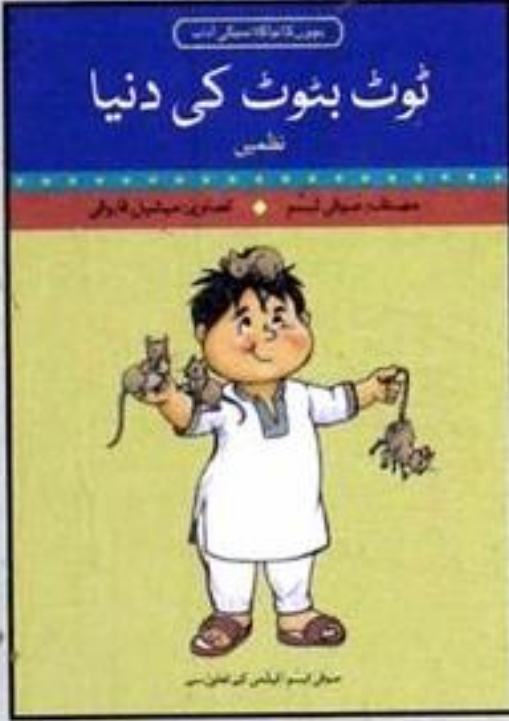
For ages: 8-12 plus
ISBN: 978-969-616-021-2
Price: Rs. 395.00
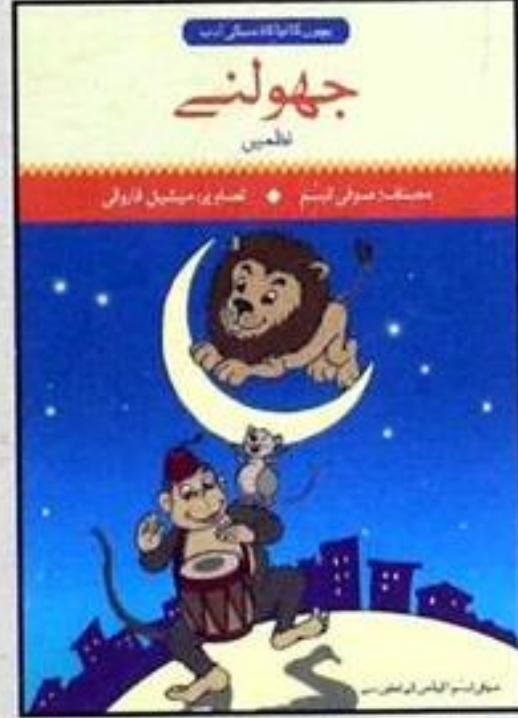
For ages: 5-8 plus
ISBN: 978-969-616-023-6
Price: Rs.395.00
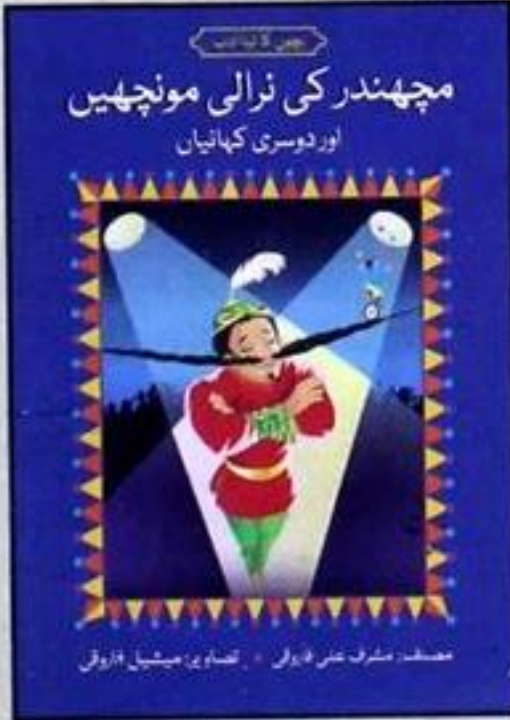
For ages: 5-8 plus
ISBN: 978-969-616-007-6
Price: Rs. 395.00
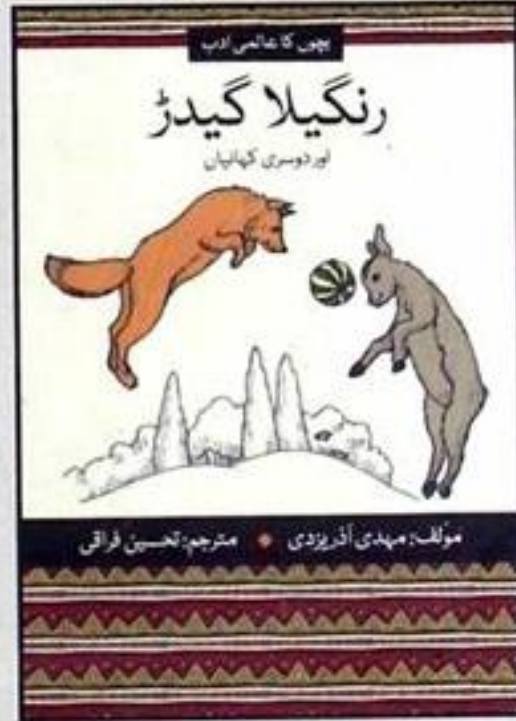
For ages: 8-12 plus
ISBN: 978-969-616-017-5
Price: Rs. 495.00

For ages: 5-8 plus
ISBN: 978-969-616-019-9
Price: Rs. 395.00
Price subject to change without notice